سوال

ی مختلف (679) ئیں

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

متعلق علماء کی مختلف آراء ہیں، حتی کہ ہمارے اہلحدیث علماء کے درمیان بھی اس مسئلہ پر اختلاف چلا آرہا ہے کہ جہادِ کشمیر فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ کون سی جماعت قتل کرے گی اور کون سی دعوت واصلاح کا فریضہ سرانجام دے گی؟ (محمد نوید شہزاد، جدّہ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ہم انے اپنی مایۂ ناز کتاب ''زادالمعاد'' میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے توجہاد کے تیرہ (۱۳) شعبہ جات میں سے کسی پر کوئی شعبہ فرض ہے توکسی پر کوئی شعبہ۔ پھر بقدر طاقت واستطاعت کی شرط ادھر بھی ملحوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: { لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا } [البقرۃ: ۲۸۶] [''اللہ تعالیٰ کسی جان کو

دِ کشمیر میں ہو، خواہ فلسطین میں۔ بوسنیا میں ہو، خواہ فلپائن میں۔ اریٹیریا میں ہو، خواہ چیچنیا میں۔ پاکستان میں ہو، خواہ افغانستان میں۔ الغرض جہاد کہیں بھی ہو اہل اسلام پر فرض عین ہے۔

۔ ۱۳ / ۷ / ۱۴۲۲ھ

وں کا ذکر ہے اور زادالمعاد کا حوالہ ہے، لہٰذا ''زادالمعاد الجزء الثالث فصل فی ہدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجہاد والمغازی والسرایا والبعوث'' سے تفصیل درج ذیل ہے:

ضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاد وغزوات میں اسوۂ حسنہ

م الشان مسئلہ ہے اور مجاہدین جنت میں بلند تر مقامات پر فائز ہوں گے اور دنیا میں بھی ان کی سربلندی ہوتی ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلہ میں ایک اعلیٰ مقام پر فائز تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی ہر قسم میں بنفس نفیس حصہ لیا اور اللہ کی راہ میں دل وجان، دعوت وبیان، س

ٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کرتے ہی جہاد کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا:

{ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا } [الفرقان: ۵۲]

پ کافروں کی اطاعت نہ کیجئے اور ان سے خوب جہاد کیجئے۔''

، اس میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے ساتھ جہاد باللسان کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح منافقین کے ساتھ جہاد کا حکم دیا کہ انہیں دلیل دی جائے یعنی جہاد بالحجہ کیا جائے، جو کفار سے جہاد کے مقابلہ میں زیادہ سخت ہے۔ یہ جہاد امت کے خواص اور وارثان رسول کا حصہ ہے۔ دنیا میں تھوڑے سے لوگ اس کو انجام دیتے،

ہے''1

ٰ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

{ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا } [فاطر: ۶]

تمہارا دشمن ہے، اس لیے تم اسے دشمن سمجھو۔''

اشارہ ہے کہ اس سے جنگ کرنے اور مقابلہ کرنے کے لیے پوری وسعت اور ہمت سے کام لینا چاہیے۔ اس طرح یہ تین دشمن ہیں، جن سے بندے کو جنگ کرنے اور جہاد کرنے کا حکم دیا گیا اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی ایک آزمائش ہے۔ اور بندے کو ان کے مقابلے کی قوت اور مدد بھی دی گئی ہے

ن ط1 تخریج وتحقیق الذہبی

جب وہ اپنے آپ مدافعت سے عاجز اور قاصر ہوجاتے ہیں اور ان کی نصرت اور مدافعت سے وہ فتحیاب ہوتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو دشمن انہیں تباہ وبرباد کر ڈالیں گے۔

مدافعت ان کے ایمان ویقین کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر ایمان قوی ہوگا، تو مدافعت بھی قوی ہوگی۔ اس میں جو بھلائی پائے تو چاہیے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور جو بھلائی کے علاوہ کچھ اور دیکھے تو صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔

پنے بندوں کو حکم دیا کہ اس کے راستے میں جہاد کرنے کا حق ادا کریں، جس طرح کہ ان کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ اطاعت کریں، نافرمانی نہ کریں۔ اسے یاد کریں، فراموش نہ کریں۔ اس کا شکریہ ادا کریں، ناشکری نہ کریں۔

کے راستے میں جہاد کا یہ حق ہے کہ بندہ اپنے نفس سے جہاد کرے، تاکہ اس کا قلب، زبان اور تمام جوارح اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہوجائیں، بلکہ ہمہ تن اللہ تعالیٰ کا ہوجائے اور اپنی ذات کا نہ رہے۔

ف جہاد کی صورت یہ ہے کہ اس کے وعدے کی تکذیب کی جائے۔ اس کے حکم کی نافرمانی کی جائے۔ کیونکہ وہ جھوٹی امیدیں دلاتا اور غلط تمنائیں دکھاتا ہے، محتاجی کی طرف لے جاتا ہے، اور خواہشات کی پیروی کراتا ہے۔ بے حیائی کا حکم کرتا ہے اور ہدایت وایمانی اخلاقیات سے منع کرتا ہے۔ چنانچہ ان دونو

د فی سبیل اللہ کے سلسلہ میں سلف صالحین کی مختلف تعبیرات اور توضیحات وارد ہوئی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جہاد نام ہے، پوری قوت صرف کر دینے کا۔ اللہ جل شانہ کے متعلق کسی طرح کی ملامت سے خائف نہ ہو۔ حضرت عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ نفس اور خواہشات سے

ان لوگوں کی رائے درست نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں آیتیں جن میں جہاد اور تقویٰ کے سلسلہ میں ''حق تقاتہ'' و ''حق جہادہ'' مذکورہ ہے، منسوخ ہیں۔ کیونکہ بندہ ضعیف اس کا پورا پورا حق ادا نہیں کر سکتا، لیکن اس کی تردید میں کہتے ہیں کہ کما حقہ تقویٰ اور جہاد کرنے کی طاقت ہر شخص کے اندر موجود ہے۔ بندور

{ هُوَاجۡتَبٰكُمۡ وَمَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ مِنۡ حَرَجٍ ؕ } [الحج : ۷۸]

''اسی نے تم کو برگزیدہ بنایا اور دین کے سلسلہ میں تم پر کسی طرح کی تنگی نہیں رکھی۔''

ہو1

جہاد کے درجات و مراتب

ں وضاحت کے بعد یہ جان لینا چاہیے کہ جہاد کی چار قسمیں ہیں :

(۱) نفس سے جہاد۔ (۲) شیطان سے جہاد۔ (۳) کفار اور منافقین سے جہاد۔ (۴) ظالمین اور اہل بدعت سے جہاد۔

1۔ جہاد نفس کے چار درجات ہیں :

ین حق کی تعلیم حاصل کرنے کی کوشش اور نفس کو اس کی جستجو پر مجبور کیا جائے۔ دوسرے تحصیل علم کے بعد عمل کے لیے نفس پر جبر اور اس سے جہاد کرے۔ تیسرے دعوت حق میں مصروف ہونا، ورنہ صاحب حق ان بدبختوں میں گنا جائے گا، جو اللہ کی اتاری ہوئی ہدایت کو چھپاتے ہیں۔ چوتھے دعوت کی

2۔ شیطان سے جہاد کے دو درجے ہیں :

ا درجہ یہ ہے کہ شیطان ایمان کے اندر شکوک وشبہات پیدا کرتا ہے۔ اس معرکہ میں اس سے دست و گریبان ہونا۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ شیطان کی طرف سے جن فاسد ارادوں اور شہوتوں کی تلقین ہوتی ہے، ان کے رد

روایت ضعیف

نے میں جدوجہد کرنا۔ پہلے درجہ میں کامیابی ''یقین'' سے حاصل ہوتی ہے اور دوسرے درجہ میں کامرانی ''صبر'' سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

{ وَجَعَلۡنَا مِنۡهُمۡ اَئِمَّةً يَّهۡدُوۡنَ بِاَمۡرِنَا لَمَّا صَبَرُوۡا ؕ وَكَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا يُوۡقِنُوۡنَ }

[السجدۃ : ۲۴]

ے ہم نے ان میں سے امام جو راہ چلاتے ہمارے حکم سے، کیونکہ انہوں نے صبر و استقامت دکھائی اور یقین کرتے رہے ہماری نشانیوں پر۔''

ہیں 3 :

نا (قلبی) قلب کے ساتھ جہاد (۲) زبان کے ساتھ (۳) مال کے ساتھ (۴) ۔

4۔ ظالمین اور اہل بدعت و منکرات سے جہاد کے صرف تین درجے ہیں :

ا ہاتھ کے ذریعہ اگر قدرت ہو، دوسرا زبان کے ذریعہ جبکہ پہلی صورت ممکن نہ ہو، تیسرا دل کے ذریعہ جبکہ سابقہ دونوں صورتیں ممکن نہ ہوں۔

۔''1

د ہجرت سے مکمل ہوتا ہے اور ہجرت و جہاد دونوں ایمان کے ساتھ صحیح و مکمل ہوتے ہیں۔ جہاد کی ان تمام قسموں کی توفیق صرف انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے، جو رحمت الٰہی کے امیدوار اور قرب باری تعالیٰ کے لیے بے قرار ہوتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

{ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا وَجٰهَدُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓـئِكَ يَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ○ } [البقرۃ : ۲۱۸]

ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا، اللہ کی راہ میں، وہی اللہ کی رحمت کی امید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

ں طرح ہر شخص پر ایمان فرض ہے، اسی طرح دو طرح کی ہجرتیں ہمہ وقت فرض ہیں۔ ایک ہجرت اللہ کی طرف

1 مسلم کتاب الجہاد باب ذم من مات ولم یغزو ولم یحدث نفسہ بالغزو۔

ص، اور دوسری ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بذریعہ اتباع۔ اسی طرح نفس کے اور شیطان کے ساتھ جہاد بھی فرض عین ہے۔ کوئی بشر بھی اس سے مستثنیٰ نہیں اور کوئی کسی کی نیابت نہیں کر سکتا۔ کفار و منافقین سے جہاد کبھی فرض عین ہوتا ہے اور کبھی فرض کفایہ۔ اگر ضرورت کے مطابق لوگ

جہاد میں مومن کامل کا امتحان

ن انسان وہ ہے جو جہاد کی ان تمام قسموں اور مرتبوں میں کامل ترین اترے، پھر کمال کے بھی درجے ہیں۔ بعض معمولی ہیں، بعض بلند ہیں، بعض بلند تر ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ جہاد کی ان سب قسموں میں بلند ترین درجہ حاصل تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ کی نظر میں آپ تمام انسانوں سے افضل و اش

{ يٰۤاَيُّهَا الۡمُدَّثِّرُ ○ قُمۡ فَاَنۡذِرۡ ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرۡ ○ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرۡ ○ } [المدثر : ۱-۴]

ش 1 اٹھ اور ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی کر اور کپڑوں کو پاک کر۔''

، صلی اللہ علیہ وسلم دعوت کے لیے فی الفور آمادہ اور کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپی ہوئی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی انجام دینے لگے۔ لوگوں کو دعوت حق دینے میں شب و روز خاموشی سے اور علی الاعلان مشغول ہو گئے۔ پھر جب آپ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ :

{ فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ ۝ } [الحجر : ۹۴]

ٹا آپ کو حکم ہوا ہے ، اسے کھول کر بیان کریں ۔ ''

وقت آپ علانیہ طور پر دعوت دین دینے لگے اور کسی کی ملامت وغیرہ کی پرواہ کیے بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کا اعلان شروع کردیا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے چھوٹے ، آزاد و غلام ، مرد و عورت ، جن و انس ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچادیا اور اس کے دین کی دعوت دے دی ۔

رنے جب دیکھا کہ ان کے آبائی دین کی برملا مذمت ہورہی ہے تو غیظ و غضب سے بھر گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پیروان اسلام کو سخت سے سخت تکلیفیں دینے لگے ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسکین دی کہ گھبرانے اور مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں ۔ تمام انبیاء کرام کے ساتھ یہی ہوتا آیا ہے

{ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدۡ قِيۡلَ لِلرُّسُلِ مِنۡ قَبۡلِكَ ط } [فصلت : ۴۳]

'' تمہیں بھی وہی کہا جارہا ہے جو تم سے پہلے رسولوں کو کہا جاچکا ہے ۔ ''

ے جگہ فرمایا :

{ وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ ط } [الأنعام : ۱۱۲]

ی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن بنائے ، انسان اور جن کے شیاطین سے ۔ ''

ایک جگہ ارشاد فرمایا :

{ كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا قَالُوۡا سَاحِرٌ اَوۡ مَجۡنُوۡنٌ ۝ اَتَوَاصَوۡا بِهٖ ج بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ طَاغُوۡنَ ۝ } [الذاريات : ۵۲ ، ۵۳]

ی طرح جب ان سے پہلوں کے پاس رسول پہنچا تو انہوں نے اسے یا تو ساحر بتایا یا مجنون کہا ، کیا ان سب نے آپس میں اس پر کوئی سمجھوتہ کرلیا ہے ، بلکہ وہ سرکش قوم ہے ۔ ''

ح اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی اور بتایا کہ گزشتہ انبیاء کرام کی زندگی میں آپ کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے نمونہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

{ اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ ط }

[البقرة : ۲۱۴]

لہ جنت میں (اسی طرح) داخل ہوجاؤ گے ، جبکہ ابھی تم پر وہ حالات نہیں گزرے ، جو پہلے لوگوں پر گزرے تھے ۔ ''

ے اور جگہ پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

{ الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ يُّتۡرَكُوۡۤا اَنۡ يَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَهُمۡ لَا يُفۡتَنُوۡنَ ۝ } [العنکبوت : ۱ ۔ ۲]

یا لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ انہیں ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد چھوڑ دیا جائے گا اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی ۔ ''

فرمایا :

{ اَوَلَيۡسَ اللّٰهُ بِاَعۡلَمَ بِمَا فِيۡ صُدُوۡرِ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ } [العنکبوت : ۱۰]

دنیا والوں کے دلوں کا حال اللہ کو بخوبی معلوم نہیں ہے ۔ ''

یں بیان کردہ احکام اور عبرتوں کے خزانے دیکھیے ، کیونکہ جب انسان کی طرف انبیاء کرام کو مبعوث کیا گیا تو دو باتیں کھل کر سامنے آگئیں ۔ ایک یہ کہ کسی نے کہا ہم ایمان لائے اور کسی نے کہا ہم ایمان نہیں لائے ، بلکہ وہ کفر اور برائیوں پر جم گئے ۔ اب جس نے آمَنَّا کہا (کہ ہم ایمان لائے) پروردگار نے اس

یا

ند تعالیٰ نے بڑے بڑے اولوالعزم انبیاء کرام کو ابتلاء میں ڈالا ، آخر جب انہوں نے صبر کیا تو انہیں سطوت حاصل ہوئی ۔ اس لیے کوئی بھی یہ خیال نہ کرے کہ وہ دکھوں سے ضرور ہی محفوظ رہے گا ۔ مصائب اور آلام میں مبتلا لوگوں کی عقلوں میں بھی تفاوت ہے ۔ سب سے بڑا عقلمند وہ ہے جس نے تھوڑے ۔

ال ہو کہ انسان ایسی صورت کیوں پسند کرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نقد اور ادھار کا معاملہ ہے نفس ہمیشہ سامنے کی چیز پر جاتا ہے ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

{ كَلَّا بَلۡ تُحِبُّوۡنَ الۡعَاجِلَةَ ۝ وَتَذَرُوۡنَ الۡاٰخِرَةَ ط } [القیامۃ : ۲۰ ، ۲۱]

نہیں ، بلکہ تم عجلت والی چیز کو پسند کرتے ہو اور آخرت کی چیز کو چھوڑ دیتے ہو ۔ ''

سری جگہ ارشاد ہے :

{ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ يُحِبُّوۡنَ الۡعَاجِلَةَ } [الدھر : ۲۷]

لوگ فوری ملنے والی چیز کو پسند کرتے ہیں ۔ ''

ص کو پیش آتا ہے ، اس لیے کہ انسان کو دوسروں کے ساتھ زندگی گزارنا پڑتی ہے اور وہ اس سے اپنے ارادوں کی موافقت چاہتے ہیں اور جب وہ ایسا نہیں کرتا تو اسے عذاب اور تکلیف دیتے ہیں ۔ اور اگر وہ ان کی مرضی کا ساتھ دیتا ہے تو خود عذاب اور تکلیف محسوس کرتا ہے ۔ کبھی ان کی طرف سے کبھی دوسر

۔ 1 دنیا کے احوال پر غور کرنے سے ان لوگوں میں اس کی بکثرت مثالیں ملیں گی ، جو لوگ حکمرانوں اور اہل بدعت کی مدد ان کی سزاؤں سے بچنے کے لیے کرتے ہیں ، جیسے اللہ تعالیٰ نفس کے شر و رو فتن سے بچالے گا وہ شخص حرام کی موافقت نہ کرکے ان کے ظلم و ستم کو صبر و استقامت سے سہے گا اور دنیا و آخ

{ مَنۡ كَانَ يَرۡجُوۡا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ج وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ } [العنکبوت : ۵]

للہ سے ملنے کی امید رکھے تو اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت آنے والا ہے اور وہ سننے اور جاننے والا ہے ۔ ''

لیف کا ایک وقت ہے ، جو اللہ کی ملاقات سے ختم ہوجائے گا اور اس سے بندہ کو بے حساب لذت حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے بندہ کو اس ملاقات کی انتہائی قوی امید دلائی ہے ، تاکہ اس کے شوق میں بندہ یہاں کی تکلیف کو برداشت کرلے ، بلکہ بعض لوگوں کو تو اس کا اشتیاق اتنا شدید ہوتا ہے کہ وہ تکلیف کا احسا

یضاً1

نہیں کرپاتے ۔

ہے1 :

{ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ط }   [الأنعام : ۵۳]

طرح ہم نے بعض کو بعض کے ذریعہ آزمایا ۔''

ب بندہ سے کوئی نعمت فوت ہوجائے تو اسے اپنے لیے یہ آیت پڑھنا چاہیے :

{ أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَعْلَمَ بِالشّٰكِرِينَ } [الأنعام : ۵۳]

''کیا اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو جانتا نہیں ۔''

ن : ٦] اس طرح جہاد کا فائدہ خود بندوں کو حاصل ہوتا ہے ، پھر بتایا کہ اس جہاد کی وجہ سے ان کو صالحین کی جماعت میں شامل کرے گا ۔ مزید اس شخص کا حال بتایا جو بغیر بصیرت کے ایمان میں داخل ہوجاتا ہے ۔ ایسا شخص لوگوں کی طرف سے پہنچائی جانے والی تکلیف کو اللہ کے اس عذاب کی طرح سمجھتا ہے ،:

قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل

جلد02ص673

محدث فتویٰ